مادرِ جمہوریت سے بابائے جمہوریت تک

تحریر: سہیل احمد لون

حالیہ دنوں برطانیہ میں مقیم پاکستانی صحافی برادری بہت مصروف نظر آئی۔لندن میں پیدا ہونے والی گرم خبروں کا شاید کچھ ''چھوٹے قد کے بڑے صحافیوں'' کو پہلے سے ہی اندازہ تھا۔تبھی تو وہ بھی پاکستان کی گرمی چھوڑ کرلندن میں گرم دیسی خبروں کا مزہ براہ راست لینے پہنچ گئے تھے۔قائد تحریک الطاف ''بھائی'' کو برطانوی پولیس نے حراست میں لیا تو اس کے بعد لندن میں ہونے والے نئے سیاسی گٹھ جوڑ کی خبر کو گرہن لگا دیا۔مسلم لیگ نون کی مہربانی سے بھائی کو پاکستانی پاسپورٹ جاری نہ ہوا جس سے الطاف بھائی کو چاہے کوئی نقصان ہو نہ ہو مگر سب سے زیادہ فائدہ اسحاق ڈار کو ضرور ہوا۔الطاف بھائی کی خبر کو اس قدر کوریج دی گئی کہ ایسا محسوس ہوا کہ پاکستان میں کوئی اچھا یا برا کام ایسا نہیں ہوا جو میڈیا کی توجہ حاصل کر پاتا۔بھائی کی خبر کے شور میں اسحاق ڈار نے بجٹ پیش کر دیا، بجٹ سے ایک بات تو واضح ہو گئی کہ سرمایہ دار کبھی مزدور طبقے کا اچھا نہیں سوچ سکتا۔یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا میں اس وقت سرمایہ دارانہ نظام ہی رائج ہے، مادر جمہوریت برطانیہ ہو یا بابائے جمہوریت امریکہ ملکی نظام سرمایہ دار طبقے کے تابع ہی ہوتا ہے۔بس فرق صرف اتنا ہے کہ عام انسان کی بنیادی ضروریات کا اس حد تک خیال رکھا جاتا ہے کہ ان کی سوچ غلامانہ یا باغیانہ نہ ہونے پائے۔مگر ہمارے ہاں غریب عوام کو دہشت گرد گولی سے مار دیتے ہیں یا سیاست دان گولی دے دے کر۔سیاستدانوں کی گولیاں بھی انتخابات سے پہلے اور انتخابات کے بعد، بجٹ سے پہلے اور بجٹ کے بعد ذرا مختلف قسم کی ہوتیں ہیں۔حیران کن طور پر ان کی گولی میں اتنا اثر ہوتا ہے کہ عوام سابقہ گولیاں بھول کر نئی گولی میں شفایابی کا یقین کر لیتی ہے۔میڈیا کا ایجنڈا میڈیا مالکان، حکومت اور سرمایہ دار طبقہ مل کر طے کرتے ہیں، جو بھی نشر یا شائع کیا جاتا ہے اس میں ذاتی مفادات کو عوامی مفادات پر ہمیشہ ترجیح دی جاتی ہے۔اپنے مفادات کو اس رنگ میں پیش کرنا کہ عوام اسی انداز میں سوچنا شروع کر دے اور اسی میں دلچسپی لے، میڈیا کا بنیادی اصول بن چکا ہے۔الطاف بھائی پر جو آفت آئی ہے یہ اچانک نہیں تھی بلکہ کافی دیر سے متوقع تھی۔الطاف بھائی 2 دہائیوں سے زائد عرصہ سے برطانیہ میں مقیم ہیں، ہر دور میں انہوں نے اشتعال انگیز تقاریر کیں، ہر حکومت کو کراچی، حیدر آباد میں اپنے اثر و رسوخ کی بنا پر دباؤ میں رکھنے کی کوشش کی، بینظیر بھٹو نے بھی برطانوی حکومت سے اس بات کی شکایت کی تھی، عمران خان بھی ان کو انصاف کے کٹہرے تک لیجانے کے لیے لندن تک خواری کاٹ چکے، ڈاکٹر عمران فاروق قتل میں بھی ان سے پوچھ گچھ کی گئی، ہنڈا 50 پر کراچی میں گھومنے والا لندن کے مہنگے ترین علاقے میں شاہانہ انداز میں کافی دیر سے رہ رہا ہے۔مگر برطانوی حکام نے بھائی پر براہ راست کو کاروائی نہ کی۔مگر گزشتہ انتخابات میں الطاف بھائی نے اپنے مخصوص انداز میں کچھ ایسی تقاریر کیں جس سے حسب معمول پر تشدد واقعات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔مگر اس مرتبہ الطاف بھائی کے ساتھ وہ ہوا جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا۔برطانیہ میں تحریک انصاف بہت فعال ہے اس نے ایک منظم انداز میں ایک مہم چلائی جس کے نتیجے میں برطانوی پولیس کو چند گھنٹوں میں دس ہزار

سے زیادہ شکایات الطاف حسین کے خلاف درج کرنا پڑیں۔ مادر جمہوریت برطانیہ میں اگر کسی منسٹر کے خلاف بھی چند سو شکایات درج ہو جائیں تو اس کی رکنیت معطل ہو جاتی ہے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ یہاں کی ایجنسیاں اور حکومت اس بات کا نوٹس نہ لیتیں۔اس عوامی دباؤ کے بعد الطاف بھائی کے گرد غیر محسوس طریقے سے گھیرا تنگ کیا گیا۔الطاف بھائی کی حراست سے چند روز قبل متحدہ کے سیاسی رہنماء کراچی میں برطانوی حکومت کو للکار رہے تھے۔ بھائی کو حراست میں لیا گیا تو شہر میں جلاؤ گھیراؤ کے واقعات شروع ہو گئے۔ جب ایم کیو ایم کو پتہ چلا کہ جلاؤ گھیراؤ سے الطاف بھائی کا کیس اور خراب ہو گا تو انہوں نے اس کو فوری کنٹرول بھی کر لیا۔مگر غریب کی ہمدرد جماعت ہونے کا دعوی کرنے والوں نے کراچی کا سارا نظام بند کر دیا جس سے غریب مزدور فاقہ کشی پر مجبور ہو گیا۔الطاف بھائی پاکستان کی چوتھی بڑی جماعت کے رہنماء ہیں، وہ برطانیہ میں زیر تفتیش ہیں جہاں پر سیاسی اثر ورسوخ کیس پر اثر انداز نہیں ہوتا، سیاسی انتقام کا بھی فتوی جاری نہیں کیا جا سکتا۔قانون وعدلیہ آزاد ہیں اور فیصلے شواہد کی بنیاد پر میرٹ پر ہوتے ہیں لہٰذا ایم کیو ایم کو اگر اس بات کا یقین ہے کہ بھائی معصوم ہیں تو ان کو نا کردہ گناہ کی سزا نہیں دی جائے گی۔تین مختلف نوعیت کے کیسز کا انت ہوتے کافی مہینے لگ جائیں گے۔الطاف حسین تو ولائتی قانونی شکنجے میں آئے ہوئے ہیں مگر ہمارے لیڈر اس لحاظ سے تاریخ ساز ہیں کہ وہ لیڈر ہی تب بنتے ہیں جب ان پر مقدمات چلیں۔سابقہ صدر جنرل پرویز مشرف بھی ان دنوں انصاف اور قانون کی پچ پر بیٹنگ کر رہے ہیں، وہ آؤٹ ہو کر گراؤنڈ سے باہر جانا چاہتے ہیں مگر ان کو مسلسل باؤنسر مارے جا رہے ہیں۔سابقہ وزیر اعظم راجا پرویز اشرف کو بھی یاد دلایا جا رہا ہے کہ ان پر ابھی تک تلوار لٹک رہی ہے۔سابق وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کی گدی نشینی کا بھی لحاظ نہیں کیا گیا۔سابق صدر آصف علی زرداری پر کیسز کی ایک طویل دورانیے کی فلم تھی جس کے مقابلے میں الطاف بھائی کے کیسز تو بس ایک چھوٹا سا ٹریلر ہیں۔محترمہ بینظیر بھٹو اور بیگم نصرت بھٹو کے بعض کیسز اور الزامات کی فائل ان کی موت کے ساتھ ہی بند ہوئی۔میاں برادران بھی اپنے آپ کو سیاسی رہنماء ثابت کرنے کے لیے مقدمات، الزامات اور جیل کی سلاخوں سے کھیل چکے ہیں۔میاں صاحب کے سیاسی پدر جنرل ضیاء الحق کو اقتدار میں موت آنے کی وجہ سے مقدمات کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ سیاست کا سائنسدان ذوالفقار علی بھٹو تخت سے تختہ ہی مقدمات کی بنا پر ہوا۔علامہ طاہر القادری جو عزائم لے کر پاکستان جانا چاہ رہے ہیں، عمران خان دھاندلی کرنے اور اس کی معاونت کرنے والوں کو بے نقاب کر کے سزائیں دلوانے کا خواب لیے شہر شہر جلسے جلوس کرنے میں مصروف ہے۔ان حالات میں تو آنے والے وقت میں لگتا ہے سیاسی رہنماؤں کی ایک بڑی تعداد عدالتی لائسنس یافتہ ہو جائے گی۔متحدہ کو بھی سیاست دانوں کی تاریخ ذہن میں رکھ کر الطاف بھائی کے معاملے کو ہوا دینی چاہیے اور میڈیا کو بھی اسے اتنے ڈرامائی انداز میں پیش کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ ویسے برطانیہ میں ملین پاؤنڈز کا فراڈ کرنے والے بھی آزاد گھوم رہے ہیں، الطاف بھائی پر تو صرف چند لاکھ پاؤنڈز کی منی لانڈری کا الزام ہے۔اگر عدالت میں یہ ثابت ہو گیا کہ الطاف حسین برطانیہ کی سرزمین پر بیٹھ کر بھائی گیری کر رہے ہیں تو انکے لیے کافی مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔ ویسے ہماری عوام کو بھی شاید ایسے ہی لیڈروں کی ضرورت ہے جن کا دامن مقدمات اور سزاؤں سے بھرا ہو......تاریخ تو یہی بتاتی ہے اور مادرِ جمہوریت سے لے کر بابائے جمہوریت تک سب ایک طرف بھائی کی حکمرانی ہے

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

04-06-2014.